ڈاکٹر محمد کامران
استاد شعبہ اردو، اورینٹل کالج، لاہور

اُردو کے فروغ میں اوساکا یونیورسٹی جاپان کا کردار

Dr Muhammad Kamran

Department of Urdu, University of Punjab, Lahore

Role of Osaka University in Promotion of Urdu

Osaka University of Foreign Studies is a national educational institution dedicated to the study of foreign languages and their related cultures. It offers 25 modern languages as major and 16 ancient and modern languages as minors. The University was first established in December 1921 as Osaka School of foreign Languages at Uehonmachi , Osaka, and in 1949 was re-established as Osaka University of Foreign Studies. The Department of Urdu has a rich tradition of teaching, research and translations. Urdu as a major language at Osaka University carries out a wide variety of research on the world of Indo-Pak/ Islamic cultures. During the first and second years, the students may take Urdu as their major language, together with core introductory subjects in various academic disciplines. In the final two years they learn Urdu at a more advance level, along with a problem-oriented research related to a particular academic discipline of their choice.

جاپان کو ابھرتے ہوئے سورج کی سرزمین کہا جاتا ہے۔سورج جو روشنی اور حرارت کا منبع اور زندگی کی علامت ہے۔جاپان اپنے دامن میں ہزاروں برس کے عروج و زوال کی داستان سموئے ہوئے ہے۔جاپان نے ابھرتے ہوئے سورج سے ارتقاء کا سبق سیکھا۔اگر جاپانی قوم کی تاریخ کو ایک جملے میں سمویا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس قوم نے آلام و مصائب سے صبر و استقامت اور شکست سے فتح کا سبق سیکھا ہے۔

دوسری عالمی جنگ میں ایٹم بم کی تباہ کاریوں نے اس قوم کے آشیانے کو خاکستر میں بدل دیا۔کوئی اور قوم ہوتی تو صدیوں اس المیے کے ملال سے نہ نکل پاتی، مگر جاپانیوں کے ذوقِ تعمیر اور عزم و استقلال نے ایک نئے جاپان کی بنیاد رکھی۔ اقبال برما اپنی کتاب ''جاپان-ایک جہانِ دیگر'' میں لکھتے ہیں:

''۱۹۴۵ء کے بعد دوسری عالمی جنگ میں شکست کے بعد امریکی فاتح جنرل ڈگلس میک آرتھر نے جب جاپان میں انتظامی امور سنبھالے تو جاپانیوں نے امریکیوں سے صرف دو مطالبات کیے۔ اولاً بطور ادارہ، بادشاہت کا آئینی تحفظ اور دوم اپنے تعلیمی اداروں میں تدریس کے لیے قومی زبان کو بطور میڈیم رکھنے پر اصرار۔ یہ دونوں مطالبات تسلیم کر لیے گئے اور یوں جنگ کے بچے کھچے کھنڈرات پر ایک نئے جاپان کی بنیاد رکھی گئی، اگرچہ بظاہر مندرجہ بالا دونوں مطالبات بہت بے ضرر نظر آتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ انہی دو مطالبات نے جاپان کو ایک مرتبہ پھر اپنی عظمتِ رفتہ کے حصول میں بھرپور امداد فراہم کی۔ بادشاہت کی صورت میں انہیں ایک ایسی مرکزیت مل گئی، جس نے جاپانیوں کو بحرانی کیفیت میں جینے اور سنبھلنے کا سلیقہ سکھایا اور تدریس کے عمل میں مادری زبان کے استعمال نے جاپانیوں کو تحقیق، صنعتی ترقی اور سائنسی ارتقاء کی رفتار تیز کرنے میں بھرپور مدد فراہم کی۔''(۱)

جاپانیوں نے یورپی اور امریکی ترقی کے معیار تک پہنچنے کے لیے اپنے ظاہر کو مغرب کے رنگ میں رنگ لیا مگر اپنے باطن اور روح میں پنہاں تہذیبی مظاہر کو نہ صرف زندہ رکھا، بلکہ اسے پروان چڑھانے کے لیے مسلسل جدوجہد کی۔ جس کے باعث یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل بن گیا۔

آج کا جاپان، ترقی کی جس معراج پر ہے۔ اس کے پیشِ نظر جاپان کو فردوسِ بریں قرار دیا جا سکتا ہے۔

جاپان میں تعلیمی ترقی کو صدیوں سے اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ تعلیم کے یکساں مواقع، مفت ابتدائی تعلیم اور مادری زبان میں تدریس نے نئی نسل کو تخلیقی توانائی عطا کی اور انہیں اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے بہترین مواقع عطا کیے۔

جاپان میں مختلف زبانوں کی تدریس بھی تعلیمی اصلاحات کے سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس کے ذریعے جاپان نے بین الاقوامی سطح پر رابطوں کو فروغ دے کر امنِ عالم اور بقائے باہمی کے سلسلے میں مؤثر کردار ادا کیا ہے۔

پاکستان کی قومی زبان، اردو کی جاپانی جامعات میں تدریس کی روایت خاصی قدیم ہے۔ جاپانی جامعات میں اردو کی تدریس نے جہاں پاکستان اور جاپان کے مابین لسانی اور ثقافتی روایت استوار کیے وہاں اردو پڑھنے والے جاپانی نوجوان جاپان میں پاکستان کے ثقافتی سفیر ثابت ہو رہے ہیں۔

جاپانی، اپنی زبان پر بجا طور پر فخر کرتے ہیں اور جاپانی زبان کے فروغ کو اپنی سماجی اور معاشی ترقی کا زینہ قرار دیتے ہیں۔

جاپانیوں نے اپنی قومی زبان سے محبت کے ساتھ ساتھ دوسری عالمی زبانوں، خاص طور پر جنوبی ایشیاء کی زبانوں پر تحقیق و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔

اہلِ جاپان، پاکستان اور اردو کے ضمن میں اپنے دل میں محبت کا خاص گوشہ رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ نہ صرف اپنی جامعات میں اردو کی تدریس کا انتظام کرتے ہیں، بلکہ پاکستانی جامعات میں بھی اپنے طلبہ کو بھجواتے ہیں تاکہ وہ اردو زبان سیکھنے کے ساتھ ساتھ پاکستانی ثقافت سے بھی متعارف ہو سکیں۔

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں جاپان، تعلیمی ترقی اور ٹیکنالوجی کے میدان میں تیزی سے ارتقائی مراحل طے کر رہا تھا اور اس ضمن میں ایشیاء میں ممتاز مقام حاصل کر چکا تھا۔ اس دور میں اہلِ جاپان نے، بیرونی دنیا سے اپنے رابطوں کو مؤثر بنایا اور علوم و فنون کے میدان میں ہونے والی پیش رفت سے آگہی حاصل کرتے ہوئے ترقی اور خوشحالی کے نئے دور کا آغاز کیا۔ اسی سلسلے میں ۱۸۵۷ء میں بانشو شیرابی شو (Bansho Shirabesho) (Institute of Research of Foreign Documents) قائم کیا گیا، یہ بنیادی طور پر گورنمنٹ ٹرانسلیشن بیورو تھا، مذکورہ ادارے کی اہمیت و افادیت کے پیشِ نظر اسے ۱۸۹۹ء میں ایک آزادانہ علمی و تحقیقی ادارے کی حیثیت سے ٹوکیو گائی کوگو (Tokyo School of Foreign

(Languages) بنادیا گیا۔

۱۹۹۹ء میں ٹوکیو یونیورسٹی نے فارن اسٹڈیز نے مذکورہ ادارے کے آغاز کے ۱۲۶ برس اور ٹوکیو سکول آف فارن لینگویجز کے ۱۰۰ برس مکمل ہونے پر مختلف تقاریب کا اہتمام کیا گیا۔ (۲)

مذکورہ ادارہ اپنی ابتدائی شکل میں ۱۸۵۷ء میں اور ٹوکیو سکول آف فارن لینگویجز کی حیثیت سے ۱۸۹۹ء میں معرضِ وجود میں آیا اور ۱۹۰۸ء میں مذکورہ ادارے میں شعبہ ہندوستانی کا قیام عمل میں آیا اس طرح جاپان میں اُردو کی تدریس کے آغاز کا سہرا ٹوکیو یونیورسٹی کے سر بندھا۔ ٹوکیو یونیورسٹی کے بعد اُردو کی تدریس کا سلسلہ اوساکا میں شروع ہوا۔ اوساکا جاپان کا دوسرا بڑا شہر ہے۔

۹ر دسمبر ۱۹۲۱ء میں وی ہون ماچی، اوساکا (Uehon machi,Osaka) میں اوساکا سکول آف فارن لینگویجز قائم ہوا۔ مذکورہ ادارے کے قیام کا بنیادی مقصد زبانوں کے ذریعے بین الاقوامی سطح پر امن و آشتی اور ہم آہنگی کی فضا قائم کرنا تھا۔

ابتدائی طور پر اوساکا کے ایک تاجر کی بیوہ چوکو یاشی نے دس لاکھ ین کے عطیے سے اس سکول کے قیام میں مدد دی، اس زمانے میں یہ رقم خطیر سمجھی جاتی تھی۔ (۳)

اس دور میں سکول میں یورپین شعبوں کے علاوہ ایشیائی زبانوں کے چار شعبے قائم کیے گئے ان میں چینی، منگولینی، ملائی اور ہندوستانی شعبہ شامل تھا۔

ہندوستانی شعبے میں تدریس کا آغاز ۱۹۲۲ء میں ہوا، ایک جاپانی استاد پروفیسر اوگاوا اور ہندوستانی استاد مہادیو لال جی نے یہاں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

۱۹۲۲ء میں ہی یہاں ایک ہندوستانی سوسائٹی قائم ہوئی، ۱۹۲۷ء میں یہاں ایک آرین سوسائٹی قائم ہوئی اور ایک تحقیقی رسالے ''مندرا'' کا اجراء کیا گیا۔ علاوہ ازیں ایک رسالے ''بحرالہند'' کا اجراء بھی کیا گیا۔

یکم اپریل ۱۹۴۴ء کو مذکورہ ادارے کو کالج کا درجہ دے کر اس کا نام اوساکا کالج آف فارن افیئرز رکھ دیا گیا۔ دوسری عالمی جنگ کی تباہ کاریوں کے باعث، مذکورہ ادارے کو عارضی طور پر ایک دوسرے مقام تاکاتسکی (Taka Tuski) میں منتقل کر دیا گیا، بعد ازاں یہ ادارہ اپنے اصل مقام وی ہن ماچی (Uehonachi) میں آ گیا۔

۳۱ مئی ۱۹۴۹ء کو اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دے کر اس کا نام اوساکا یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز رکھ دیا گیا۔ نئے انتظامات کے تحت کچھ عرصہ بعد شعبۂ ہندوستانی کا نام ''شعبۂ ہندو پاکستان'' رکھ دیا گیا اور اس میں اردو اور ہندی تدریس الگ الگ طور پر شروع کر دی گئی۔ یکم ستمبر ۱۹۷۹ء کو یہ ادارہ ایک نئے مقام مینو کیمپس میں منتقل ہو گیا، جہاں تعلیمی و تحقیقی سرگرمیاں مؤثر انداز میں جاری ہوگئیں۔ یکم اکتوبر ۲۰۰۷ء کو مذکورہ ادارے کا اوساکا یونیورسٹی نے الحاق ہو گیا (۴)۔ اس الحاق کا مقصد یونیورسٹی کے مختلف شعبوں میں ہم آہنگی کا فروغ تھا تاکہ دنیا کی مختلف زبانوں اور ثقافتوں کے حوالے سے تدریس و تحقیق کے معیار کو بہتر بنایا جائے اور عالمی معاملات کی تفہیم کے لیے ایک بہتر اور وسیع تناظر میسر آ سکے۔ (۵)

اس مقصد کے حصول کے لیے اوساکا یونیورسٹی کے سکول آف فارن اسٹڈیز میں ۲۵ جدید (ماڈرن) زبانوں کو Major اور بعض قدیم و جدید زبانوں کو Minor زبانوں کی حیثیت سے پڑھایا جاتا ہے۔ اردو کا شمار اہم (Major) زبانوں میں کیا گیا ہے۔ پہلے اور دوسرے برس کے دوران طلبہ کو کسی ایک غیر ملکی زبان کا انتخاب بطور اہم (Major) زبان کے طور پر کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انہیں اپنے کورس کی مناسبت سے مضامین کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ آخری دو سالوں کے دوران طلبہ کو اپنی منتخب کردہ زبان کا بہتر سطح پر مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ جس کے ساتھ علمی معاملات و مسائل کے ضمن میں تحقیقی شعور کی

تربیت بھی دی جاتی ہے۔ اردو کا انتخاب کرنے والے منتخب طلبہ وطالبات کو کچھ عرصے کے لیے پاکستان بھی بھجوایا جاتا ہے تا کہ وہ اردو زبان وادب کے ساتھ پاکستانی ثقافت کے بارے میں بھی آ گہی حاصل کر سکیں۔

شعبۂ اردو کے اساتذہ کے نجی ذخیروں میں اردو کتب کی ایک قابلِ ذکر امر قابلِ قدر تعداد موجود ہے۔ یکم مئی ۲۰۰۷ء کے اعداد وشمار کے مطابق اوسا کا یونیورسٹی لائبریری میں مشرق (مشرقی علوم) سے متعلق کتب کی تعداد تین لاکھ سینتالیس ہزار پانچ سو انسٹھ ہے۔ ہندی سے متعلق کتب کی تعداد بارہ ہزار پانچ سو چوہتر اور اردو کتب کی تعداد آٹھ ہزار آٹھ سو ستائش ہے۔ (۶) اوسا کا یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے گریجویٹ طلبہ پہلے دو سالوں کے دوران ابتدائی اردو بات چیت اور انشاء نگاری سیکھتے ہیں۔ تیسرے اور چوتھے سال میں زبان کے علاوہ ادبیات بھی پڑھتے ہیں۔ (۷) طلبہ وطالبات انٹرنیٹ سے بھی خاطر خواہ استفادہ کرتے ہیں اور اردو کے حوالے سے مختلف ویب سائٹوں کا مطالعہ کر کے اپنی لسانی استعداد میں اضافہ کرتے ہیں۔

اوسا کا یونیورسٹی میں اردو شاعری کی مندرجہ ذیل اصناف کا بطورِ خاص مطالعہ کیا جاتا ہے۔

۱۔قصیدہ؛	۲۔غزل؛	۳۔مثنوی؛	۴۔نظم؛
۵۔مرثیہ؛	۶۔رباعی؛	۷۔قطعہ؛	۸۔بارہ ماسہ؛
۹۔زٹل گوئی؛	۱۰۔واسوخت؛	۱۱۔شہرآشوب؛	۱۲۔ریختی؛
۱۳۔ہجو؛	۱۴۔پیروڈی؛	۱۵۔گیت؛	۱۶۔منظوم ڈراما؛
۱۷۔سانٹ؛	۱۸۔دوہا؛	۱۹۔تضمین؛	۲۰۔ہائیکو۔

اس کے علاوہ طلبہ کو اردو نثر کی مندرجہ ذیل اصناف سے متعارف کرایا جاتا ہے:

۱۔تمثیل نگاری	۲۔داستان	۳۔ناول	۴۔افسانہ
۵۔ڈراما	۶۔انشائیہ	۷۔تذکرہ نگاری	۸۔تنقید
۹۔تحقیق	۱۰۔سوانح نگاری	۱۱۔آپ بیتی	۱۲۔خاکہ نگاری
۱۳۔خطوط نگاری	۱۴۔رپورتاژ	۱۵۔مضمون نگاری۔	

اوسا کا یونیورسٹی کے طلبہ کو زبان سکھانے کے ساتھ ساتھ کلاسیکی اور جدید اردو ادب سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ مذکورہ نصاب کے ذریعے نہ صرف طلبہ کے ذوقِ ادب کی آبیاری کی جاتی ہے بلکہ ان کے دلوں میں اردو کی محبت کا بیج بھی بودیا جاتا ہے۔ چنانچہ بہت سے طلبہ اردو سے اپنی وابستگی کے اظہار کے لیے پاکستان کا دورہ کرتے ہیں، پاکستانی جامعات میں داخلہ لیتے ہیں اور اردو میں مزید تعلیم حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ (۸)

اوسا کا یونیورسٹی میں ہر سال ایک رنگارنگ ثقافتی میلہ منعقد ہوتا ہے جس میں جاپانی ثقافت کے علاوہ مختلف ممالک کی ثقافتوں کا دلکش اظہار ہوتا ہے۔ اوسا کا یونیورسٹی کا شعبہ اردو سالانہ ڈرامے کو سٹیج کرنے کا اہتمام بھی کرتا ہے۔ گزشتہ برسوں میں کمال احمد رضوی کے ڈرامے ''الف نون اور امتیاز علی تاج کے ڈراموں ''انارکلی'' اور ''آرام وسکون'' کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اوسا کا یونیورسٹی کا شعبہ اردو وقتاً فوقتاً مختلف ادبی تقریبات بھی منعقد کراتا رہتا ہے۔

یونیورسٹی میں ایک سمعی اور بصری ذخیرہ بھی موجود ہے۔ جس میں پاکستان کی کلاسیکی موسیقی، نیم کلاسیکی موسیقی، اور مقبول موسیقی کا ایک عمدہ ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ اس ذخیرے میں لوک موسیقی بھی ہے۔ مختلف سازوں کے نمائندہ کیسٹ بھی حاصل کیے گئے ہیں۔ استاد شریف خان کی ستار، ضمیر خان کا الغوزہ اور سائیں مرنا کے اکتارہ میں طلبہ نے خاص دلچسپی لی ہے۔ مردوں میں مہدی حسن اور خواتین میں نیرہ نور اور طاہرہ سید کی آوازیں طلبہ میں مقبول ہیں۔ پاکستان کی اردو اور پنجابی فلموں

اور پاکستان ٹیلی ویژن کے خصوصی ڈراموں کے وڈیو کیسٹ بھی گزشتہ چند سالوں میں فراہم کیے گئے ہیں۔ گزشتہ برس یونیورسٹی میں اشفاق احمد کا ''سراب''، منو بھائی کا ''دروازہ'' اور بانو قدسیہ کا ''حکایتیں، شکایتیں'' دکھائے گئے، جنہیں بے حد سراہا گیا۔ (۹)

اوساکا میں اردو کی تدریس کی تاریخ کا جائزہ لیں تو اس ضمن میں پروفیسر ساوا کی خدمات لائق تحسین ہیں۔ وہ ۱۹۲۵ء میں اس شعبے کے استاد مقرر ہوئے اور ۱۹۶۱ء تک یہاں اپنی تدریسی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ ان کی بیش بہا خدمات کے باعث ان کو اوساکا کا ''بابائے اردو'' بھی کہا جا سکتا ہے۔ ۱۹۶۱ء میں وہ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کے شعبۂ جاپانی میں تدریسی فرائض ادا کرنے کے لیے چلے گئے، یہاں ان کا قیام دو برس رہا۔ ان کا انتقال ۱۹۷۸ء میں اوساکا میں ہوا۔

پروفیسر ساوا، مسلم تہذیب و ثقافت سے دلچسپی رکھتے تھے۔ جنوبی ایشیاء کی تاریخ و تہذیب بھی ان کا خاص موضوع تھا۔ ان کی تصنیفات اور تالیفات میں اردو قواعد، اردو ہندی بات چیت اور فارسی ادب کے ترجمے میں سعدیؒ کی گلستان کا ترجمہ شامل ہے۔ (۱۰)

پروفیسر ساوا نے بانگ درا کی سات منتخب نظموں کا جاپانی ترجمہ کیا تھا اور یہ ترجمہ ۱۹۶۲ء میں ایک کتاب ''دنیا کی منتخب مشہور شاعری'' میں شایع ہوا تھا۔ (۱۱)

پروفیسر جین، اوساکا یونیورسٹی کے شعبۂ ہندوستانی میں ۱۹۲۶ء سے ۱۹۲۹ء تک تدریسی فرائض ادا کرتے رہے۔ وہ گورنمنٹ کالج لاہور کے پرانے گریجویٹ ہیں۔ (۱۲)

پروفیسر ہیروشی کان کا گایا ۱۹۶۱ء میں شعبۂ اردو سے وابستہ ہوئے۔ وہ اپریل ۱۹۷۹ء سے مارچ ۱۹۷۷ء تک وہ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور میں شعبہ جاپانی کے پروفیسر رہ چکے ہیں۔ (۱۳) سویامانے اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''اسی زمانے میں لاہور میں اقبال کی سوسالہ ولادت کے موقع پر جشن اقبال منایا گیا تو اقبالیات پر مختلف محققین کے مضامین کا مجموعہ جشن نامہ اقبال، یونی ورسٹی اورینٹل کالج سے چھپا۔ کاگایا صاحب نے بھی اپنا مضمون ''علامہ اقبال-ایک جاپانی کی نظر میں'' لکھ کر دیا۔'' (۱۴)

کاگایا صاحب کو اردو کے علاوہ دینیات سے خصوصی دلچسپی تھی اور انہوں نے ٹوکیو یونیورسٹی سے دینیات میں ایم-اے کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ۱۹۶۵ء میں انہوں نے ''قیام پاکستان میں اسلامی افکار کا کردار'' کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا تھا، مذکورہ مقالے فکرِ اقبال کو بھی موضوعِ بحث بنایا گیا تھا۔ (۱۵)

ماتسومورا صاحب نے ۱۹۸۴ء میں ''تصویر درد''، ''ترانۂ ہندی''، ''نیا شوالہ''، ''وطنیت'' یعنی وطن بہ حیثیت ایک سیاسی تصور کے ''شمع و شاعر'' اور ''طلوع اسلام'' کا جاپانی میں ترجمہ اوساکا یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز کے تحقیقی رسالے میں شائع کیا تھا۔ اور اس سال اسی رسالے کے دوسرے شمارے میں اقبال کے مضمون ''قومی زندگی'' کا جاپانی ترجمہ بھی چھاپ دیا تھا۔ ماتسومورا صاحب نے ۱۹۸۴ء اور ۱۹۸۵ء میں اقبال کے سارے قطعات کا جاپانی ترجمہ اوساکا یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز کے گریجویٹ اسکول کے تحقیقی رسالے میں شائع کیا تھا، گویا انہوں نے اسی زمانے میں پوری توجہ کے ساتھ اقبالیات کے لیے خدمت انجام دی تھی۔ ماتسومورا صاحب علامہ اقبال کے اردو کلام کا مکمل ترجمہ کر چکے ہیں۔ (۱۶)

شعبۂ اردو اوساکا یونیورسٹی کے موجودہ اساتذہ میں پروفیسر کین ساکو مامیا کو جدید اردو ادب سے خاصی دلچسپی ہے۔ شعبۂ اردو کے استاد سویامانے نے ۱۹۹۱ء میں شعبہ اردو، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج سے ایم-اے اردو کی ڈگری حاصل کی۔ اور غلام عباس کے فن کے حوالے سے تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔ انہوں نے اردو کے منتخب افسانوی ادب کو جاپانی میں ڈھالا ہے۔ ان

میں غلام عباس کی متعدد کہانیوں کے تراجم شامل ہیں۔ جناب سویامانے کی شائع ہونے والی تحریروں میں ''توتا کہانی کا لسانیاتی مطالعہ'' شامل ہے۔اور باغ وبہار، راتی کتیکی کی کہانی کا بھی انہوں نے تحقیقی مطالعہ کیا ہے۔

اوساکا یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز میں ۱۹۶۸ء سے اردو کی تدریس کے لیے پاکستان سے اردو ادب کے اساتذہ کو بطور مہمان پروفیسر مدعو کیا جاتا ہے۔ممتاز نقاد اور محقق ڈاکٹر ابوالخیر کشفی ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۴ء تک یہاں تدریس کی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء ڈاکٹر پروفیسر رازی شعبہ اردو سے وابستہ رہے۔انہوں نے قیامِ جاپان کی یادگار کے طور پر ایک سفرنامہ ''سورج کے ساتھ ساتھ'' تحریر کیا۔ جاپانی ہائیکو کا ایک نفیس مجموعہ اور کاواباتا کے اس یادگار خطبے کا ترجمہ بھی چھاپا جو نوبل پرائز کے موقع پر دیا گیا۔ دسمبر ۱۹۸۱ء سے ڈاکٹر تبسم کاشمیری مذکورہ شعبے سے وابستہ ہوئے اور ایک طویل عرصے تک یہاں اپنے تدریسی فرائض ادا کرتے رہے۔ (۱۸) ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری بھی تین برس تک یہاں پڑھاتے رہے۔ان کے بعد ڈاکٹر سہیل عباس مہمان استاد کے طور پر مذکورہ شعبے سے وابستہ ہوئے اور ان دنوں ڈاکٹر انوار احمد شعبہ اردو اوساکا یونیورسٹی میں تدریسی فرائض ادا کر رہے ہیں۔

حوالہ جات/حواشی

۱۔ اقبال۔ برما- جاپان۔ایک جہانِ دیگر۔ کراچی: B-7 حسن اسکوائر۔گلشنِ اقبال۔۲۰۰۷ء، ص۹۴-۹۵۔

۲۔ Tokyo University of Foreign Studies, Academic Guide 2007-08, page.05.

۳۔ سویامانے سے راقم الحروف کی گفتگو۔۳۰ جون ۲۰۰۸ء۔اوساکا یونیورسٹی۔

۴۔ www.sfs.osaka-u.ac.jp

۵۔ Outline of National University Carporation, Osaka University of Foreign Studies 2007. P.03

۶۔ Ibid. page:32 ۷۔ ڈاکٹر کاشمیری۔ص۲۰

۸۔ ڈاکٹر سہیل عباس سے راقم الحروف کی گفتگو۔۳۰ جون ۲۰۰۹ء۔اوساکا یونیورسٹی، جاپان۔

۹۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری۔ص۲۳۔ ۱۰۔ایضاً۔ص۱۸

۱۱۔ سویامانے۔''جاپان میں اقبالیات''، ص۱۰۱ ۱۲۔''ڈاکٹر تبسم کاشمیری''۔حوالہ مذکور، ص۱۸۔

۱۳۔ ایضاً۔ ۱۴۔سویامانے۔حوالہ مذکور۔ص۱۰۱

۱۵۔ ایضاً۔ص۱۰۰۔۱۰۱ ۱۶۔ایضاً، ص۱۰۳۔۱۰۴

۱۷۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے:
معین الدین عقیل۔''جاپان میں اردو مشاعرے کی روایت''۔مشمولہ جاپان- ایک تعارف۔ص۸۷تا۹۰۔

۱۸۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری۔ص۱۹